عراق کی شہزادی



عراق کی شہزادی

از

عبداللہ کمال

تعداد : ایک ہزار
پہلی بار : اگست ۱۹۶۹ء
قیمت : ۲۰ پیسے

پبلشرز

نیو سلور بک ایجنسی

وزیر بلڈنگ کمپاؤنڈ۔ بھنڈی بازار، بمبئی۔ ۳

عراق کی شہزادی

بہت دنوں پہلے کی بات ہے ملک ایران میں ایک بادشاہ تھا۔ یوں تو بادشاہ کی عمر ایسی کچھ زیادہ نہیں تھی۔ لیکن اولاد کے غم میں وہ وقت سے پہلے ہی بوڑھا ہو گیا تھا۔ وہ ہمیشہ اداس اداس رہتا۔ اور حکومت کے کاموں میں بھی کوئی خاص دلچسپی نہ لیتا۔

ایک دن بادشاہ کے مصاحبوں نے اس کا دل بہلانے کے خیال سے شکار کا پروگرام بنایا۔ اور آرزو منت کر کے اسے بھی راضی کر لیا۔ شکار کے دوران اچانک بادشاہ اپنے مصاحبوں سے بچھڑ کر جنگل کے ایک انجان حصے میں پہنچ گیا۔ اور دوپہر تک بھٹکتا رہا۔ دھوپ کی تیزی نے پیاس پیدا کی۔ اور وہ راستے کی تلاش چھوڑ کر پانی کی تلاش میں مصروف ہو گیا۔

کنواں جلد ہی مل گیا۔ لیکن پانی بہت گہرائی میں تھا۔ بادشاہ نے

گھوڑے کی لگام میں اپنا جوتا باندھ کر بڑی بڑی دقتوں کے بعد تھوڑا سا پانی نکالا۔ لیکن ابھی وہ پینے بھی نہ پایا تھا کہ اس کے کانوں میں قریب ہی سے ایک آواز آئی:

"پانی...... کوئی پانی پلا دے خدا کے واسطے۔" بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا۔ ایک ضعیف آدمی قریب ہی کے ایک غار میں پڑا کراہ رہا تھا بادشاہ بڑا رحمدل تھا۔ سوچا مجھ سے زیادہ اسے پانی کی ضرورت ہے اور اتنی دشواریوں کا نکالا ہوا پانی اس ضعیف آدمی کو پلا دیا۔ ضعیف آدمی پانی پیتے ہی بھلا چنگا اٹھ کھڑا ہوا۔ بادشاہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"تمہیں اولاد چاہیئے نا؟" ضعیف آدمی بولا

یہ دوسرا جھٹکا تھا۔ بادشاہ حیرت سے اچھل پڑا۔

"ہاں.... ضرور۔ لیکن.... لیکن معاف کیجئے گا آپکو یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟"

ضعیف آدمی مسکرایا

"میرا نام خضر ہے۔ میں دراصل تمہیں راہ بتلانے آیا تھا۔ لیکن تمہاری

"اسی وقت شہزادی ثمینہ چیختی ہوئی وہاں پر پہونچ گئی۔

"مہربان بوڑھے۔ میرے شوہر کو چھوڑ دو۔"

بوڑھے نے شہزادی کی طرف دیکھا۔ اور کہا۔

"میں تمہارے شوہر کو چھوڑ سکتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ تمہیں میرے ساتھ رہنا ہوگا۔"

"نہیں۔۔۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم مجھے اپنے مگرمچھ کے منہ میں پھینک دو۔ لیکن میری بیوی کو میرے جیتے جی مجھ سے جدا نہ کرو۔" شہزادہ خورشید تڑپ کر بولا۔

جانتور بوڑھے نے اسے اپنے کندھے سے اتار دیا۔ اور اس کی پیٹھ ٹھونکتے ہوئے بولا۔

"واقعی تم بہادر ہو۔ میں تمہاری ہمت کی قدر کرتا ہوں۔" بوڑھے نے شہزادے کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے لمبے کرتے کی جیب سے سبز رنگ کے شیشے کا ایک چھوٹا سا گلاس نکال کر شہزادی کو دیتے ہوئے بولا۔ ۔۔۔ "جب کبھی تم کسی خوفناک مصیبت میں مبتلا ہو تو اس گلاس میں دریا سے پانی بھر کر ناشپاتی کی لکڑی

جلانا۔ اور اس کے شعلے پر گلاس کا پانی چھڑک کر مجھے آواز دینا۔"
"لیکن آپکا نام تو ہمیں معلوم نہیں۔" شہزادی بولی۔
"اسوقت میرا نام خود بخود تمہاری زبان پر آجائیگا۔"

اسکے بعد شہزادہ اور شہزادی وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور ایک دوسرے شہر میں پہونچے۔ شام ہو چکی تھی۔ ایک سرائے میں قیام کیا۔ شہزادہ اپنے بستر پر آرام سے سو گیا۔ لیکن وفادار شہزادی فکر سے سو نہ سکی۔ وہ اپنے شوہر کے سرہانے فرش پر بیٹھی اسکی حفاظت کرتی رہی۔

آدھی رات گذر چکی تھی۔ شہزادی ثمینہ کو بھی نیند کی جھپکیاں آنے لگی تھیں۔ اچانک کمرے کی نالی کے پاس سے ایک ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز آئی۔ ثمینہ چونک پڑی۔ اور جب ادھر دیکھا تو اسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ایک سیاہ ناگ پھن اٹھائے نالی کے راستے اندر آرہا تھا۔ ثمینہ نے لپک کر اپنے شوہر کی تلوار اٹھالی اور نالی کے باہر نکلنے سے پہلے ہی ناگ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

صبح کو جب شہزادہ بیدار ہوا اور رات والی بات معلوم ہوئی تو وہ شہزادی

کی محبت اور وفاداری سے بہت متاثر ہوا۔ اور اپنے دل میں سوچا شاید یہی وہ ہستی ہے جس کے بارے میں حضرت خضرؑ نے بتلایا تھا۔ کیونکہ وہ دو خطروں سے اسے بچا چکی تھی۔ اب صرف تیسرا خطرہ "کتا" رہ گیا تھا۔

اسکے بعد اور بھی بہت سارے چھوٹے بڑے خطرات سے کھیلتا ہوا شہزادہ خورشید اپنے وطن ایران پہنچا۔ بادشاہ اپنے بیٹے کو زندہ اور ساتھ میں بہو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

دوسرے دن شہزادہ اپنے باپ سے اجازت لیکر شہزادی ثمینہ کے ساتھ اپنے پہاڑ والے محل میں پہنچا۔ اور ہنسی خوشی رہنے لگا۔

شہزادہ خورشید کے ایران سے جانے کے بعد کچھ لوگوں نے پھر سے کتے پال لئے تھے۔ اور بادشاہ نے دوبارہ اس پر کوئی پابندی بھی نہیں لگائی تھی۔ ایک روز اتفاق سے ایک آدمی کے کتے کو گیدڑ نے کاٹ کھایا۔ کتا بچ گیا لیکن پاگل ہو گیا اور اس آدمی کے گھر سے بھاگ نکلا

ایکدن شام کے وقت شہزادہ خورشید اور شہزادی ثمینہ اپنے محل کے برآمدے میں بیٹھے ہوئے قہوہ پی رہے تھے۔ اسی وقت اچانک وہ پاگل کتا

بھی اندر آگیا۔ چونکہ شہزادے کی پیٹھ اسی طرف تھی۔ اس لئے وہ اسے دیکھ نہیں پایا۔ لیکن شہزادی ثمینہ نے اسے دیکھ لیا۔ اور قبل اس کے کہ کتا شہزادے کو کاٹے شہزادی نے آگے بڑھ کر اس کی گردن پکڑ لی اور چلاتے ہوئے شہزادے سے بولی کہ فوراً اسے خنجر مار کر ہلاک کر دے۔ لیکن اسی درمیان کتے نے شہزادی کے ہاتھ کو بھنبھوڑ ڈالا۔ شہزادہ خورشید پاگل ہو کر اٹھا اور کتے کو اپنے خنجر سے ہلاک کر ڈالا۔ لیکن شہزادی اس وقت تک بیہوش ہو چکی تھی۔

شہزادے نے فوراً شاہی حکیموں کو بلایا۔ شہزادی ہوش میں تو آگئی لیکن پاگلوں جیسی حرکتیں کرنے لگی۔ حکیموں نے کہا کہ اب اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔ اچانک شہزادے کو اس بوڑھے کے دیئے ہوئے سبز گلاس کا خیال آیا۔ وہ اسے لیکر فوراً دریا کی طرف بھاگا۔ اور دریا کا پانی لے کر پھر فوراً اپنے باغ میں پہونچا۔ ناشپاتی کے درخت سے سوکھی لکڑی ہی توڑ کر جلائی۔ اور اس کے شعلے پر پانی چھڑکنے لگا۔ اسی وقت اس کے ذہن میں حضرت خضرؑ کا خیال پیدا ہوا۔ اور وہ بے خیالی میں اُن

آگے بڑھتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے دیکھا کہ پورے باغ میں سبز روشنی پھیل گئی اور اس روشنی سے وہی طاقتور بوڑھا برآمد ہوا۔ شہزادے نے ان کا دامن پکڑ لیا اور پوچھا۔

"کیا آپ ہی خضرؑ ہیں۔"

بوڑھے نے سر ہلا کر "ہاں" میں جواب دیا۔

اس کے بعد شہزادے نے انہیں شہزادی کے بارے میں بتایا۔

حضرت خضرؑ مسکرائے اور فرمایا:

"تم بڑے خوش نصیب ہو کہ شہزادی ثمینہ جیسی نیک اور محبت کرنے والی بیوی تمہیں مل گئی۔ ورنہ آج سے تین سال قبل ہی تم مر گئے ہوتے۔"

"لیکن حضور ———— ابھی وہ مر رہی ہے۔ پلٹہ اس کیلئے کچھ کیجئے۔"

"تم غلط کہہ رہے ہو۔ وہ بالکل تندرست ہے۔"

اور اسی وقت شہزادے نے سنا کہ شہزادی ثمینہ اسے آواز دے رہی ہے
شہزادے نے پیچھے دیکھا۔ شہزادی ثمینہ اسے پکارتی ہوئی باغ کی طرف آرہی تھی
شہزادے نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگا لیا۔ لیکن جب اس نے حضرت خضرؑ
کی طرف دوبارہ نظر ڈالی تو وہ اپنی جگہ سے غائب ہو چکے تھے۔

شہزادے اور شہزادی نے بڑی لمبی عمر پائی۔ اور تمام عمر ایک
دوسرے سے اسی طرح محبت کرتے رہے۔

ختم شد!

لیبر پنا پرنٹرس دہلی